© rasailojaraid.com

مولانا محمد عیسیٰ منصوری

پارلیمنٹ اور اجتہاد

مغربی جمہوریت کو خدا ماننے والے پاکستانی دانش ور اور مفکرین آج کل اس نظریہ کے داعی و علمبردار بنے ہوئے ہیں کہ اسلام میں قانون سازی و اجتہاد کا حق منتخب پارلیمنٹ کو حاصل ہے بالفاظ دیگر اسلام کی تعبیرو تشریح وہی مستند مانی جائے گی جو جمہور کی منتخب پارلیمنٹ متفقہ یا اکثریتی طور پر طے کرے اس کے برخلاف ۱۴ سو سال سے امت مسلمہ نے ہمیشہ اسلام کی تعبیرو تشریح اور اجتہاد کا حق قرآن و سنت اور علوم شریعہ کے ماہرین علماء کرام کیلئے سمجھا ہے دور نبویؐ سے لے کر تاہنوز اجتہاد اور اسلام کی تعبیرو تشریح شریعت اور علوم اسلامی کے ماہرین کرتے آئے ہیں اس پوری مدت میں ایک مثال بھی اس کے خلاف نہیں ملتی کہ کبھی بھی پوری امت مسلمہ تو درکنار کسی مسلم ملک یا قوم نے متفقہ طور پر یہ حق ماہرین علوم شریعہ کے علاوہ کسی اور کو دیا ہو اور اگر کبھی ترکی کی طرح استثنائی طور پر ایسا ہوا تو اسے مسلم امتہ کی رضا مندی حاصل نہ ہو سکی پھر جب بھی مسلم عوام کو آزادی کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حق ملا تو انہوں نے اسے رد کر دیا جیسے کہ چند سالوں سے ترکی میں ہو رہا ہے مسلم عوام کمال اتاترک کے ریڈیکل اسلام سے تدریجاً" روایتی اسلام کی طرف رجعت قہقری کر رہے ہیں اور اس انقلابی اسلام کی ایک ایک شق رد کرتے جا رہے ہیں۔

یہ بالکل سیدھی اور موٹی سے بات ہے کہ دنیا میں ہر علم و فن کے ماہرین مخصوص ہوتے ہیں ایک دل کے اسپیشلسٹ ڈاکٹر کو مکان بنوانا ہو تو اپنا علم و تجربہ الگ رکھ کر کسی انجینئر سے مکان کا نقشہ ڈیزائن کرواتا ہے اور اس ماہر انجینئر کی کار خراب ہو جائے تو کسی موٹر میکینک کی خدمات حاصل کرتا ہے یہ کہنا کہ چونکہ اسلام سب کا ہے لہٰذا سب ہی کو اجتہاد یا تعبیرو تشریح کا حق ملنا چاہیے ایسا ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ جب صحت و تندرستی کی ہر فرد بشر کو ضرورت ہے لہٰذا میڈیکل و طب پر ڈاکٹروں و اطباء کے طبقہ کی اجارہ داری کیوں ہو؟ ہر شخص کو تشخیص امراض و دوا سازی کا حق ملنا چاہئے جو لوگ اجتہاد اور اسلامی قانون سازی پر طبقہ علماء کی اجارہ داری کا واویلا کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو اسلام میں ایک مخصوص طبقے کی اجارہ داری قائم ہو رہی ہے وہ درحقیقت ایک بہت بڑا مغالطہ دے رہے ہیں مخصوص طبقہ کی اجارہ داری اس وقت ہوتی جب یہ کہا جاتا کہ فلاں ملک قوم' نسل یا برادری کے لوگ علم شریعت حاصل نہیں کرسکتے اور برہمنوں کی طرح دینی علوم صرف فلاں نسل یا قوم کے لئے مخصوص ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام میں اجتہاد ایک نہایت ہی نازک اور ذمہ داری کا کام ہے کیونکہ اس پر لاکھوں کروڑوں انسانوں کے اعمال و افعال کے درست یا غلط ہونے کا دار و مدار ہے یہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وجہ ہے کہ ہر عالم دین یا ہر اسلامی علوم کے ماہر کو یہ حق حاصل نہیں ہے اس کے لئے احساس ذمہ داری خوف خدا' تقوئی و توکل' تزکیہ و احسان جیسے باطنی اوصاف کے ساتھ قرآن' حدیث' فقہ' لغت' کلام عرب' اصول حدیث' تفسیر' اصول فقہ' شان نزول' سیرت نبویؐ اور سیرت صحابہؓ جیسے بیسیوں علوم میں انتہائی مہارت درکار ہوتی ہے تاکہ خدا اور رسول کی منشاء کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے اور ان کی روشنی میں استنباط کر سکے ساتھ ہی قیاس اور اب تک کے ہر دور کے اجماع سے بھی پوری واقفیت ضروری ہے۔

آج ہماری پارلیمنٹ کے منتخب ممبران کا دینی علوم و شعور میں کیا حال ہے باطنی علوم تو چھوڑیئے قرآن و سنت کا کتنا علم رکھتے ہیں ابھی پچھلے دنوں پارلیمنٹ کے ایک معزز ممبر نے اپوزیشن کے ایک سربر آوردہ لیڈر کو چیلنج دیا تھا کہ اگر موصوف نماز کے الفاظ صحیح سنا دیں تو وہ استعفیٰ دے دیں گے اور یہ واقعہ ہے کہ اگر صرف ناظرہ قرآن اور نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں معیار قرار دے کر ان منتخب ممبران پارلیمنٹ کا امتحان لے لیا جائے تو اچھی خاصی تعداد فیل ہو جائے گی یہ وڈیروں' جاگیرداروں' سرمایہ داروں اور صنعتکاروں کا وہ طبقہ ہے جو قیام پاکستان سے اب تک پارٹیاں بدل بدل کر اقتدار پر مسلط ہے یہی خاندان اور لوگ ایوب خان و یحیٰی خان کی اسمبلی میں تھے اور یہی بھٹو صاحب اور جونیجو صاحب کی پارلیمنٹ کے ممبر تھے اور یہی بینظیر صاحبہ اور نواز شریف کی منتخب پارلیمنٹ کے اراکین ہیں یہی طبقہ قومی خزانے کو لوٹتا ہے بینکوں کے اربوں کھربوں روپے ہضم کرتا ہے اس طبقے کے بچے مشنری سکولوں میں پڑھتے ہیں پھر یورپ جاکر ڈگریاں لے آتے ہیں ان کا علاج معالجہ بھی یورپ و امریکہ میں ہوتا ہے یہ معاشرت و شعور کے اعتبار سے اس نظام تعلیم کے پروردہ ہیں جس کا مقصد لارڈ میکالے کی زبان میں ......

> ”ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان ترجمان ہو یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے' الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو“۔ (تاریخ التعلیم از میجر باسو ص ۸۷)

کیا ان لوگوں کو شریعت کی تعبیر و تشریح کا حق دینا چاہئے جبکہ ابھی مستقبل میں دور دور تک اس کے کوئی آثار نہیں ہیں کہ مڈل کلاس اور نچلے طبقہ کے لوگ قومی اسمبلی میں پہنچ سکیں چہ جائیکہ ماہرین علوم شریعت۔

قیام پاکستان کے بعد تجدد پسند (جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتا ہے) طبقہ کی مسلسل یہ کوشش رہی ہے کہ کسی طرح اسلام کی تعبیر و تشریح کا حق علماء کے بجائے انہیں حاصل ہو جائے تاکہ وہ اپنے ڈھب سے اسلام کا موڈرن ایڈیشن تیار کر سکے دور ایوبی میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے ایوب خان کو باور کرا دیا تھا کہ پاکستان کے علماء جاہل و احمق ہیں جو حکومت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے امور و مصلحتوں کو نہیں سمجھتے اور بار بار اسلام کے نام پر ٹانگ اڑاتے رہتے ہیں اگر مصر و شام' لبنان کے ترقی پسند موڈرن علماء کو بلوا کر اجتہاد قانون اور اسلام کی تعبیر و تشریح کا حق "اولی الامر" اور اس کی نامزد کردہ کمیٹی و اسمبلی کو حاصل ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے علماء کی دخل اندازی و درد سری ختم ہو جائے چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک عدد کانفرنس کا ڈرامہ اسٹیج کیا گیا جس میں عالم اسلام خصوصاً عرب ممالک کے موڈرن علماء مدعو کئے گئے پاکستان کے بھی کچھ علماء کو دعوت دی گئی مفتی محمود نے جب نئے مجتہدین کرام پر نظر ڈالی تو حکومت کے عزائم کو بھانپ لیا کہ حکومت نے اجتہاد و قانون سازی کے لئے کس سطح کے لوگ اکٹھے کئے ہیں اس مجمع کے سامنے نفس موضوع (اجتہاد اور اس کے لوازمات و شرائط) پر تقریر بے سود سمجھ کر باہر سے آنے والے عرب علماء کو مخاطب فرما کر ایک جملہ کہا جو اس صورتحال میں بڑے بڑے مقالات و تقریروں پر بھاری تھا مفتی صاحب نے جو فرمایا اس کا لب لباب یہ ہے کہ آپ اجتہاد کی شرائط و لوازمات سے تو واقف ہی ہیں میرا خیال ہے کہ پاکستان کے ان مجتہدین کے ناظرہ قرآن پڑھے ہونے کی شرط تو کم از کم آپ حضرات نے ضرور رکھی ہوگی اس ایک جملہ سے عرب علماء کرام ساری صورتحال سمجھ گئے وہ حضرات اگرچہ کلین شیو اور سوٹ بوٹ میں تھے لیکن تھے بہرحال اسلامی علوم کے ماہر اور سچے مسلمان' مقامی مجتہدین کی طرح دینی علوم سے بے بہرہ یا منافق نہیں تھے پھر کیا تھا انہوں نے اس طرح حکومت پاکستان' ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب اور مقامی مجتہدین کرام کو آڑے ہاتھوں لیا کہ اس کے بعد آج تک کسی حکومت نے ان ترقی پسندوں کے جلو میں اجتہاد کی جرات نہیں کی۔

مولانا زاہد الراشدی کی گوجرانوالہ واپسی

ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی برطانیہ میں چھ ماہ اور سعودی عرب میں ایک ماہ کے قیام کے بعد ۱۰ فروری کو گوجرانوالہ واپس پہنچ گئے ہیں اور عید الاضحی تک یہاں قیام کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ سعودی عرب میں مختلف اجتماعات سے ان کے خطابات اور گوجرانوالہ میں ان کے اعزاز میں منعقد ہونے والی استقبالیہ تقریبات کی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ

© rasailojaraid.com